Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۸/۴۳ | سوموار یکم ذوالحجہ ۱۴۱۳ھ، ۲۴ ہجرت ۱۳۷۲ ہش، ۲۴ مئی ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۱۸

احمدی بچے اور ڈش انٹینا کے ذریعے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ کا خطبہ

ربوہ: ۷ رمئی۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں ڈش انٹینا کے ذریعے ٹیلی کاسٹ ہونے والے خطبات میں احمدی بچوں کے ذوق و شوق کا ذکر کرتے ہوئے دو بڑے دلچسپ واقعات بیان فرمائے۔

ایک صاحب نے بتایا کہ انہوں نے امریکہ میں ایک دوست کے گھر فون کیا تو بچے نے اٹھایا اور کہا کہ میرے امی ابا تو ابھی نہیں آئے لیکن صبح صبح حضور کا خطبہ آنا ہے میرا چھوٹا بھائی اس لئے جلدی سو گیا ہے اور میں فوراً سونے والا ہوں۔ زیادہ بات نہیں کر سکتا تاکہ صبح صبح اٹھ سکوں۔

جرمنی سے ایک خط آیا۔ ایک ماں نے لکھا کہ ایک خطبہ میں جب حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تو میرا چھوٹا سا بچہ اپنی جگہ سے اٹھا اور رومال لے کر ٹی وی سکرین کی طرف بڑھا۔ میں نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہو تو کہنے لگا حضور کے آنسو پونچھنے لگا ہوں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ ہماری نئی نسل ہے۔ ان کو اپنائیں۔ ان سے محبت کریں۔ ان کے ذریعے امریکہ اور دوسرے ملکوں کی نجات ممکن ہے۔ ورنہ کوئی اور امید کا پہلو باقی نہیں رہا۔

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دیکھو خدا تعالیٰ کا اس میں فائدہ نہیں بلکہ خود انسان ہی کا اس میں بھلا ہے کہ اس کو خدا تعالیٰ کی حضوری کا موقعہ دیا جاتا ہے اور عرض معروض کرنے کی عزت عطا کی جاتی ہے جس سے یہ بہت سی مشکلات سے نجات پا سکتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ وہ لوگ کیونکر زندگی بسر کرتے ہیں جن کا دن بھی گذر جاتا ہے اور رات بھی گذر جاتی ہے مگر وہ نہیں جانتے کہ ان کا کوئی خدا بھی ہے۔ یاد رکھو کہ ایسا انسان آج بھی ہلاک ہوا اور کل بھی میں ایک ضروری نصیحت کرتا ہوں۔ کاش لوگوں کے دل میں پڑ جاوے۔ دیکھو عمر گذری جا رہی ہے غفلت کو چھوڑ دو اور تضرع اختیار کرو۔ اکیلے ہو ہو کر خدا تعالیٰ سے دعا کرو کہ خدا ایمان کو سلامت رکھے اور تم پر وہ راضی اور خوش ہو جائے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صـ ۶۶۱)

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"انسان کے واسطے یہ مشکل ہے کہ وہ سچی توبہ کرے۔ ایک طرف سے توڑ کر دوسری طرف جوڑنا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ ہاں مگر جسے خدا تعالیٰ توفیق دے۔ ہاں ادب سے، حیا سے، شرم سے اس سے دعا اور التجا کرنی چاہیئے کہ وہ توفیق عطا کرے اور جو ایسا کرتے ہیں وہ پا بھی لیتے ہیں اور ان کی شنی بھی جاتی ہے"

(ملفوظات جلد سوم صـ ۲۵)

نیکیاں کرنے کی حسرت اور آرزو کو زندہ رکھیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہمارا خدا بے انتہا رحم کرنے والا، بے انتہا بخشش کرنے والا۔ بار بار بخششیں کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا خدا ہے۔ یہ وہ خدا ہے جو ناکردہ گناہوں کی حسرتوں کے باوجود بھی سزا نہیں دیتا۔ مگر یہی خدا ہمارا گواہ ہے کہ ناکردہ نیکیوں کی جزاء ضرور دے دیتا ہے۔ اگر ان کی حسرتیں رہ جائیں۔ تو وقت تھوڑا ہے۔ ہم نیکیاں تو زیادہ نہیں کر سکتے مگر نیکیاں نہ کرنے کی حسرتیں لے کر اگر ہم اس گیٹ میں داخل ہوں گے تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ایسا غفور رحیم خدا ہے اور بے انتہا رحم کرنے والا ہے کہ وہ آپ کی ساری زندگی ان برکتوں سے بھر دے گا اور ان نیکیوں کی بھی آپ کو جزا دے گا جن کی حسرتیں لے کر آپ اگلی صدی میں داخل ہو رہے ہوں گے۔ پس اپنی نیکیوں کی امنگوں کو بڑھا لیں۔ خواہشوں کو بڑھا لیں۔ یہ تمنائیں کریں کہ کاش ہماری اولاد ہماری ساری نیکیاں لے کر بڑی ہو اور ایک بھی بدی ہم ان کو ورثے کے طور پر نہ دیں اور اس کے لئے کوشش شروع کر دیں کیونکہ ان نیکیوں کی حسرتوں کی جزا ملا کرتی ہے جن کے لئے انسان کوشش ضرور کرتا ہے خواہ وہ اس کوشش میں کامیاب ہو سکے یا نہ ہو سکے۔ کیونکہ فرضی باتیں خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوتیں۔ پس اس پہلو سے آپ اپنی اولاد در اولاد، در اولاد۔ در اولاد کو شامل کر لیں۔ اور اپنی اولاد کو یہ وصیت کرنی شروع کر دیں۔ جس طرح حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق اور حضرت اسماعیل اپنی اولاد کو وصیت کیا کرتے تھے کہ دیکھو تم آئندہ وصیت کرتے چلے جاؤ کہ ان بدیوں سے بچنا ہے اور ان نیکیوں کو اختیار کرنا ہے اور توحید کے سوا کوئی اور مذہب اختیار نہیں کرنا تو اس طرح آئندہ ساری نسل تک کم سے کم سو سال تک آپ کو ان ساری نیکیوں کی جزا ملتی رہے گی جن کی آپ حسرتیں رکھتے ہیں کہ کاش ہم خود ان نیکیوں کو قائم کر سکتے۔

(از خطبہ فرمودہ ۱۰ مارچ ۱۹۸۹ء)

دعاؤں سے کام لینا چاہیئے اور خدا تعالیٰ کے حضور استغفار کرنا چاہیئے کیونکہ خدا تعالیٰ غنی اور بے نیاز ہے اس پر کسی کی حکومت نہیں ہے ایک شخص اگر عاجزی اور فروتنی سے اس کے حضور نہیں آتا وہ اس کی کیا پرواہ کر سکتا ہے۔

اعلان

پاکستان میں بسنے والے احمدیوں میں سے ایسے احباب جو مقامی زبانوں اور انگریزی کے علاوہ کوئی غیر ملکی زبان لکھنا، پڑھنا یا بولنا جانتے ہوں۔ وہ اپنے مکمل ایڈریس سے نظارت اصلاح و ارشاد کو مطلع فرمائیں نیز حسب ذیل کوائف بھی بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

۱۔ کون سی زبان جانتے ہیں۔
۲۔ اہلیت لکھنے / پڑھنے / بولنے کی رکھتے ہیں۔
۳۔ اس وقت کیا کام کرتے ہیں (کاروبار / ملازمت / کوئی دیگر پیشہ)

(نظارت اصلاح و ارشاد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۴ - ہجرت ۱۳۷۲ہش ـــ ۲۴ - مئی ۱۹۹۳ء

مشعلِ راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ - اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے - فرماتے ہیں :

۱ - خدا تعالیٰ نے انسان کو زبان دی اور ایک دل بخشا ہے - صرف زبان سے کوئی فتح نہیں ہو سکتا - دلوں کو فتح کرنے والا دل ہی ہوتا ہے جو قوم صرف زبانی ہی زبانی جمع خرچ کرتی ہے یاد رکھو کہ وہ کبھی بھی فتحیاب نہیں ہو سکتی -

۲ - وہ خدا جس نے ابتدا میں پیدا کیا اور درمیانی حالات بھی اس کے قبضہ اور تصرّف میں ہیں اور انجام کار بھی اسی کی حکومت اور اسی سے واسطہ پڑے گا - اس خدا سے فارغ محض اور غافل ہو جانا اس کا نتیجہ ہرگز خیر نہیں ہو سکے گا -

۳ - جو شخص خدا کو خوش کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اسکی دنیا ٹھیک ہو جاوے خود پاک دل ہو جاوے نیک بن جاوے اور اس کی تمام مشکلات اور دُکھ دُور ہو جاویں - اور اس کو ہر طرح کی کامیابی اور فتح و نصرت عطا ہو تو اس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے ایک اصول بتایا ہے ...... کامیاب ہو گیا بامراد ہو گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا - تزکیہ نفس میں ہی تمام برکات اور فیوض اور کامیابیوں کا راز پنہاں ہے -

۴ - ضرورت انسان کی روحانی جسمانی تمام امور میں رہنما ہے - اور اس سے حق و باطل میں امتیاز حاصل ہو سکتی ہے - جس طرح کوئی چیز بلا ضرورت اور بے فائدہ نہیں - اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ضرورت حقہ کے وقت یہ خیال کرنا کہ خدا تعالیٰ نے اس وقت کوئی سامان پیدا نہیں کیا سخت غلطی ہے -

۵ - بعض بدیوں سے بعض اعمال حبط بھی ہو جاتے ہیں - ریاکاری بھی حبط اعمال کے واسطے ایک خطرناک کیڑا ہے -

۶ - جس کام میں ریاکاری کا ذرّہ بھی ہو وہ ضائع جاتا ہے -

۷ - مَیں یہ نہیں کہتا کہ ہمیشہ خفیہ ہی خیرات کرو اور علانیہ نہ کرو - نیک نیتی کے ساتھ ہر کام میں ثواب ہوتا ہے - ایک نیک طبع انسان ایک کام میں سبقت کرتا ہے - اس کی دیکھا دیکھی دوسرے بھی اس کارِ خیر میں شریک ہو جاتے ہیں -

۸ - خدا قادر ہے کہ نیک کو اس کی نیکی اور پاک تبدیلی کی وجہ سے بخش دے اس میں کوئی سو برس کی ضرورت نہیں - اخلاص کی ضرورت ہے -

۹ - خدا تعالیٰ کی ذات انسان کی زندگی کے واسطے ایک دائمی راحت اور خوشی کا سرچشمہ ہے -

مَیں نے پھولوں کو سونگھ کر پائی
ان میں خوشبو ترے پسینے کی
ربط ہے تجھ سے قائم و دائم
اور کیا ہو دلیل جینے کی

ـــــ ابو الاقبال

یادیں

بُنتے رہیں گے کب تک
یادوں کے تانے بانے
دل کی کہانیاں کچھ
کچھ دَرد کے فسانے
محرومیوں کے قصّے
کچھ ولولے پُرانے

کتنی حقیقتیں تھیں
اب جو حکائتیں ہیں
کیا کیا تھیں وارداتیں
جو اب روائتیں ہیں

باتیں ہیں یاد اُن کی
اُن کی عنائتیں بھی
کچھ رنجشوں کی تلخی
شیریں شکائتیں بھی

شائد یہی خزانے
غربت میں کام آئیں
آ اَے غمِ محبّت
تجھ کو گلے لگائیں

عبد المنان ناہید

"تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو - کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں - وہ کاٹا جائے گا کیونکہ تفرقہ ڈالتا ہے"

(حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

افکارِ عالیہ

ایک سال ختم ہو رہا ہے اور ایک نئے سال کا آغاز ہونے والا ہے... سال کے آخر پر انسان سوچتا ہے کہ میری عمر کا ایک معین حصہ ختم ہو رہا ہے۔ اور اسی قسم کا ایک معین حصہ سامنے کھڑا ہے۔ اور اگر ہم اس حصہ میں قدم رکھیں گے تو کیا ہوگا۔ ہمیں یہ سال کس طرح ختم کرنا چاہیئے اور آئندہ زندگی کا آغاز کس طرح کرنا چاہیئے۔

حضور نے فرمایا ہر نظام کا سال مختلف ہے اور اسکی سوچ ایک محدود دائرے سے تعلق رکھتی ہے۔ لیکن یہ سال جو جنوری سے شروع ہو کر دسمبر میں ختم ہوتا ہے۔ سب انسانوں کے لئے مشترک ہے اسی لحاظ سے ایک مشترک انسانی ردعمل پیدا ہوتا ہے۔ جہاں تک مادہ پرست قوموں کا تعلق ہے ان کی توجہ کا جو مرکز بنتا ہے۔ اس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے (سورۃ الجاثیہ آیت ۲۵) کہ وہ سمجھتے ہیں کہ خدا کوئی نہیں۔ دنیا کی زندگی سوائے عیش و عشرت کے اور کچھ نہیں۔ اس لئے ان کی تمام تر توجہات زندگی کی لذتوں کے حصول کی طرف ہو جاتی ہیں اور ان کا سال اس مرکزی نقطہ پر آکر ختم ہوتا ہے کہ شرابیں جو پہلے ہم نہیں پی سکے وہ اب پی جائیں۔ جو عیش و عشرت پہلے نہیں کر سکے تھے۔ وہ اب کر لئے جائیں۔ سال ختم ہو رہا ہے۔ اس سال کو ہم شرابوں میں غرق کر دیں اور ڈبو دیں۔ سوال یہ ہے کہ اس موقعہ پر ایک احمدی کو کیا سوچنا چاہیئے اور اس کو یہ آخری دن کیسے گذارنے چاہئیں کیونکہ ہمارا فلسفہ حیات تو ان لوگوں سے بالکل مختلف ہے۔ اس لئے سال کا آخری حصہ ہمیں کس طرح صرف کرنا چاہیئے۔ حضور نے فرمایا "دسمبر کا مہینہ جماعت احمدیہ کے لئے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور اس اہمیت کو اللہ تعالیٰ نے از خود ہم پر اس طرح روشن کر دیا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی رہنمائی فرمائی کہ دسمبر کی تین تاریخوں ۲۶، ۲۷، ۲۸ میں سالانہ مذہبی اجتماع کیا۔ چنانچہ ان دنوں میں ساری جماعت احمدیہ کی توجہ روحانی، دینی اور علمی امور کی طرف مبذول ہو جاتی ہے۔ ایک عجیب روحانی ماحول ہوتا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ہماری جماعت ایک مقتدر اور مدبر خدا کے ہاتھ میں ہے اور اسکی زندگی کا ایک مقصد ہے اور اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے اس کا قیام عمل میں آیا ہے۔ دنیا میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنا اس کا مقصد نہیں۔ اس لئے ہمیں سال کے آخر میں اور نئے سال کے آغاز میں اس امر کا جائزہ لینا چاہیئے کہ ہم نے اپنے مقصد کی کس حد تک پیروی کی اور کس حد تک اس سال میں اسکی پیروی سے غافل رہے۔ کون سے موجبات ہیں جو ہمیں پیروی سے غافل رکھنے میں کارفرما رہے۔ کون سے ایسے محرکات ہیں جن کے نتیجہ میں ہم پہلے سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ یہ جائزہ ہونا چاہیئے یہ جائزے انفرادی بھی ہونے چاہئیں اور اجتماعی بھی ہونے چاہئیں۔ جہاں تک اجتماعی جائزے کا تعلق ہے آج سے لیکر سال کے آخر تک ساری دنیا میں مجالس عاملہ اس معاملے پر غور کریں کہ ہم نے اس سال میں کیا کھویا ہے۔ کیا پایا ہے۔ ہم سے کون سی ایسی غلطیاں ہوئیں جو وہ قومیں کیا کرتی ہیں جن کا قدم موت کی طرف رواں ہو۔ کون سے ہم نے ایسے کام کئے جو زندہ قوموں کے اسلوب ہوا کرتے ہیں۔ کس طرح غلطیوں سے بچنا چاہیئے اور کس طرح اچھی باتوں کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ کرنی چاہیئے۔ جماعت کی کل تعداد کا جائزہ لینا، جو تحریکات مظاہر قدرت ثانیہ نے کی ہیں جو اس وقت واجب العمل ہیں۔ ان کا جائزہ لینا کہ ان سے کس حد تک استفادہ ہوا اور ان کو کس حد تک ہم نے فراموش کر دیا اور اس حوالے سے آئندہ ایک سال کا ایک معین پروگرام مرتب کرنا چاہیئے۔

حضور نے فرمایا کہ زندہ باشعور قوم کا سال کے آخر پر یہ ردعمل ہوتا ہے اور سال کے آغاز پر اس پروگرام کو بڑی محنت اور توجہ اور دعا کے ساتھ رائج کرنا اور اس کو عمل کی دنیا میں ڈھالنا بھی زندہ اور باشعور قوم کا کام ہے۔

انفرادی طور پر ہر شخص کا محاسبہ الگ الگ ہوگا۔ کئی ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے گذشتہ سال اپنے نئے سال کا آغاز کرتے ہوئے کوئی نیک ارادہ باندھا ہی نہیں ہوگا..... ایسے لوگوں تک اگر میری آواز پہنچے تو ان کو نئے سال کا آغاز کرنے سے پہلے اپنے اس سال کا اس نکتہ نگاہ سے جائزہ لینا چاہیئے کہ سارا سال کونسی ایسی بدیاں تھیں جن سے وہ غافل رہے اور کون سی ایسی نیکیاں ہیں جنہیں وہ اختیار کر سکتے تھے۔ لیکن نہیں کیا نظام جماعت میں ان کا کیا مقام ہے خدمت کے کون سے مواقع تھے جو انہوں نے ضائع کئے ہیں۔ کس حد تک وہ تحریکات پر عمل کرتے رہے ہیں اور آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ کس حد تک ان کا وجود جماعت کے لئے مفید رہا ہے اور کس حد تک وہ بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے میں کامیاب رہے ہیں یا اپنی اولاد کو خدا کی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب رہے ہیں

حضور نے فرمایا "یہ جائزہ الگ الگ ہوگا۔ لیکن جس امر کی طرف میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ سب کے لئے مشترک ہے اور وہ یہ ہے کہ کس حد تک ہم نے اپنے وقت کو ضائع کیا ہے اور کس حد تک ہم نے اپنے وقت کی بالارادہ قیمت وصول کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر اس سوال کو ہر کوئی اپنے نفس سے پوچھے تو یہ جواب پاکر حیران ہوگا کہ میں نے اپنے وقت کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ کبھی سوچا بھی نہیں کہ میرے وقت کی قیمت کیا ہے۔ اس پہلو سے ایک بات سامنے آتی ہے کہ ہم اپنے پروفیشن یا پیشے سے چپکے ہوئے وقت کو ضائع کر دیتے ہیں اور نیک مقاصد پر اس کو صرف نہیں کرتے اس لئے گذشتہ سال جو آپ نے بہت سا وقت ضائع کیا اور اپنی اگلی نسلوں کو بھی اس سمت دھکیلا ہے جہاں سے آپ ان کو بلانا بھی چاہیں گے تو واپس نہیں لا سکیں گے اسکی بجائے آئندہ نئے سال میں ایک باشعور بالغ نظر قوم کے انداز میں اپنے وقت کا جائزہ لیں اور آئندہ کے لئے بہتر پروگرام بنائیں۔

حضور نے فرمایا "وقت کے ضیاع کے لئے بڑی لعنت ٹیلیویژن ہے۔ جس میں بہت زیادہ وقت ضائع ہو جاتا ہے اس میں ایسے پروگرام بھی آتے ہیں جن کا رجحان مادی فلسفہ حیات کی طرف ہے کہ زندگی سوائے عیش و عشرت کے اور کچھ نہیں۔

ٹی۔ وی کی وجہ سے لوگ مطالعہ سے غافل ہو گئے ہیں اور بہت سے ایسے جرائم ہیں۔ جو براہ راست ٹی۔ وی سے سیکھے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ عبادتوں پر بھی بداثرات پڑتے ہیں ٹی۔ وی کی وجہ سے مذہبی مطالعہ اگلی نسلوں کے لئے بڑی مشکل بات بن گئی ہے۔ اس کے علاوہ مذہبی تمدنی نقصانات کا بھی حضور نے بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا۔ خطبہ کے آخر میں حضور نے فرمایا آپ نے چونکہ دنیا کو آزاد کرانا ہے۔ اس لئے یہ بہت ہی بڑی ذمہ داری ہے۔ آپ پر کہ اس لحاظ سے اپنے گذشتہ سال کا جائزہ لیں کہ آپ نے اور آپ کے بچوں نے اپنے آپ کو مغربیت سے آزاد رکھنے کی کس حد تک کوشش کی ہے اور آئندہ کے لئے پروگرام مرتب کریں اور پھر زندگی کی جائز لذتیں حاصل کریں لیکن اپنے وقت کو ضائع نہ ہونے دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

یادرفتگاں

یادرفتگاں کو زیادہ مؤثر بنانے کے لئے ضروری ہے کہ خوبیاں گنوائی جائیں اور سارا مضمون صرف ایک ہی وفات یافتہ کے متعلق ہو۔ بعض احباب وفات یافتہ کا ذکر کرتے ہوئے متعدد دیگر رشتہ داروں (زندہ یا وفات یافتہ) کا ذکر کر دیتے ہیں جس سے اس شخص کا تأثر کم ہو جاتا ہے جس کی یاد میں مضمون لکھا جا رہا ہو۔

امید ہے احباب اس امر کا خیال رکھیں گے۔ ایک اور بات بھی یاد دہانی کے طور پر گذارش کرنا ضروری ہے۔ اور وہ یہ کہ وفات یافتہ کا تعارف اس طرح کروایا جائے کہ ان کے جاننے پہنچاننے والے لوگ جان جائیں کہ کس کا ذکر ہو رہا ہے۔

(ادارہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

ڈان

۱۱۔ مئی ۱۹۹۳ء

ڈان کے ۱۱ مئی ۱۹۹۳ء کے شمارے میں پروفیسر امانت علی خطوط کے کالم میں کہتے ہیں کہ ہمارا موجود الوقت نظام تعلیم جسے بہت کنٹرول کیا ہوا ہے۔ اور جسے مرکزیت حاصل ہے اور جس کا تعلق تمام تعلیمی پروگراموں سے ہے مثلاً سکولوں اور کالجوں میں داخلہ۔ پرائمری سکولوں سیکنڈری سکولوں اور کالجوں میں اساتذہ کی تقرری اور نظام الامتحانات جس کا تعلق مختلف سطح کی تعلیم سے ہے نے خاصی کرپشن پیدا کر دی ہے اور اسی طرح کئی باتیں جو غیر اخلاقی ہیں پبلک لائف میں بھی در آئی ہیں یہ وہ پبلک لائف ہے جس کا تعلق سرکاری معاملات سے ہے۔

جہاں تک کرپشن کا تعلق ہے یہ ایک انتہائی طور پر کنٹرول کئے ہوئے پبلک انتظامیہ سے تعلق رکھتی ہے اور تعلیم ایک ایسا ہی سسٹم ہے جہاں پر اختیار دوسروں کو سونپا جاتا ہے خاص طور پر سرکاری حکام کے سلسلے میں سیکرٹری اور ان کے ماتحت کام کرنے والے جنہیں نوکر شاہی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے ان تمام باتوں کو اس طرح اپنے ہاتھ میں لیا ہوا ہے کہ وہی پلاننگ کرتے ہیں اور وہی اس پلاننگ کو زیر عمل لاتے ہیں۔ تمام باتوں۔ سکولوں میں اور کالجوں میں۔ جن کا تعلق فنانس سے ہے اپنی مرضی کے ساتھ ان میں تاخیر کر دی جاتی ہے اور یہ تاخیر کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اس نظام کو کنٹرول کرتے ہیں۔ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ انتظامی اصلاحات ہونی چاہئیں اور ایسے لوگوں کو جنہیں مینیجمنٹ کا خاصا تجربہ ہو اور وہ اس کام کے ماہر ہوں اور جن کا تعلق بہت بڑے بڑے اداروں سے ہو۔ جہاں ہزاروں افراد کو ملازم رکھا جاتا ہے اور یہ ملازم مختلف قسم کے ہوتے ہیں ایسی جگہ پر ہمیشہ یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ اختیار کو تقسیم کرنا چاہیئے اور تعلیم کے ڈیپارٹمنٹ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ تعلیمی اداروں کے جو سربراہ ہیں ان کے پاس کچھ اختیارات ہونے چاہئیں۔ یہ بات بہت کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ پرائمری اور ثانوی سکولوں کو کھولنے میں خاصی مایوسی ہوئی ہے۔ کیونکہ وہ تمام نظام مرکزیت کے ماتحت ہے۔ اور ان کی پلاننگ اور ان پر عملدرآمد کرنا اور ان کی ترقی کو کنٹرول کرنا سب کچھ مرکزی انتظامیہ کے ہاتھ میں تھا یہ دیکھا گیا ہے کہ جب بھی ترقیاتی فنڈ موجود ہوتے ہیں سکول کھول دیئے جاتے ہیں اور ان کو کرائے کی عمارتوں میں کھولا جاتا ہے۔ سلیبس کی کتابیں اور دوسری ضروریات اساتذہ کے لئے امدادی اشیاء خریدی جاتی ہیں لیکن یہ سب کچھ ہونے کے باوجود چند ماہ کے بعد انسپکٹر آف سکولز اور ڈائریکٹر آف ایجوکیشن آپس میں جھگڑنا شروع کر دیتے ہیں اور سکول عملاً بند ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ سرکاری دفتروں میں سکولوں کے نام موجود ہوتے ہیں۔ تعلیم کا محکمہ سٹاف کی تنخواہیں بھی دیتا رہتا ہے اور عمارتوں کا کرایہ بھی۔

ان سب باتوں کو ختم کرنے کے لئے یہ باتیں جو دراصل کرپشن کہلا سکتی ہیں۔ یہ صورت ہونی چاہیئے کہ ہیڈ ماسٹروں کو اور عوام الناس کی ایک کمیٹی کو اختیارات دے دیئے جائیں علاقے کے لیڈروں کو یہ ہدایت کی جائے کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ سکول چلتے رہیں۔ اور صحیح خطوط پر چلتے اس قسم کی انتظامیہ میں سکولوں کے انسپکٹر یا ڈائریکٹر ایجوکیشن میٹنگز کرتے رہتے ہیں اور یہ میٹنگز جمہوریت کی طرز پر کی جاتی ہیں اور وہ صحیح خطوط اور ٹیکنیک سے یہ کام کرتے ہیں۔ دراصل یہ کوآرڈی نیشن کے تحت ہوتے ہیں اور اداروں کے سربراہ ان کے برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ اور سکول کے فروغ کی تمام پالیسیوں پر عمل کرتے ہیں۔ ان کا سکولوں پر کنٹرول کرنا ان کے ماتحتوں کو آئندہ کے لیڈر اور پیشہ ور بنا دینا ہے مرکزیت کو مختلف علاقوں میں اور حصوں میں تقسیم کرنا اور حقوق کو مختلف ہاتھوں میں دینا ایک ایسی بات ہے جسے پہلے تجربہ کر کے دیکھا جا چکا ہے اور یہ بات مفید اور مؤثر ثابت ہوئی ہے۔ یہ تجربہ ترقی پذیر ممالک میں کیا گیا ہے۔

جو حکام ڈائریکٹر کی حیثیت رکھتے ہیں وہ نہیں چاہتے کہ انتظامیہ کو تقسیم کیا جائے کیونکہ اس سے ان کا ہاتھ مضبوط نہیں رہتا اور علاقائی طور پر چھوٹے چھوٹے ادارے بن جاتے ہیں۔ ایسے کرنے سے وہ سمجھتے ہیں کہ انکے اختیارات کم ہو گئے ہیں اور جیسا کہ سب جانتے ہیں وہ ایسا نہیں کرنا چاہتے۔ لوگ زیادہ تر دوسروں پر انحصار کرنے لگے ہیں یعنی مقامی حکام پر اور لوکل نمائندوں پر اور وہ ایسا اپنے مسائل حل کرنے کے لئے کرتے ہیں اس طرح فنانس کا کنٹرول بھی ان کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے کیونکہ یہ فنڈ اداروں کے سربراہوں کے ہاتھ میں چلے جاتے ہیں۔ اور اس بات کو وہ اچھا نہیں سمجھتے۔ اگر فنانس سارے کا سارا مرکز ہی سے جاری کیا جانا ہو تو یقیناً ترقی کی سکیموں میں تاخیر ہوتی ہے۔ اس لئے یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ انتظامیہ کے اختیارات جس میں فنانس بھی شامل ہو تعلیمی اداروں کے سربراہوں کے ہاتھوں د تعلیمی اداروں میں سکول کالج اور یونیورسٹی شامل ہیں ایسا ہوں اسطرح ہر قسم کی کرپشن کا خاتمہ ہو جائے گا اور تعلیم و تربیت کا معیار بھی بلند ہو جائے گا۔

یہ خط کراچی سے لکھا گیا۔

نماز اس طرح ادا کرو کہ گویا یہ میری آخری نماز ہے۔

Educational management

OUR present day highly controlled and centralised system of educational administration for all educational programmes such as admission in schools and colleges, appointment of teachers in primary schools, secondary schools and colleges and conducting examinations for various levels of instruction have generated a lot of corruption and other unethical practices in normal public dealings in official matters.

Corruption takes its roots in a highly centralised system of public administration and education has become one such system in which there is very little delegation of powers to the field officers. The Secretary and the Directors and the subordinates sitting with these bureaucrats have monopolised all powers of planning and implementtation of all educational programmes. All actions in schools and colleges involving financial matters are wilfully delayed by the controlling authorities.

The advocates of administrative reforms and management specialists of huge organisations, which employ thousands of trained personnel of different categories, always recommend delegation of powers to the field officers and in the case of Education Department to the heads of educational institutions. This strategy has proved to be very successful for rapid development and expansion of educational facilities in rural areas and less developed regions. In establishing new primary and secondary schools there has been disillusionment and dissatisfaction when the centralised method of planning and implementation and control of development activities was undertaken from the administrative headquarters.

It has been observed that as soon as development funds are available, schools are started in rented houses. Teachers are appointed, text books and other equipment and teaching aids are purchased. For all intents and purposes new Schools appear to have started. However after a few months with the connivance of Inspector of Schools and the Director of Education some sort of collusion is established among the parties concerned. Schools disappear from the scene and remain only in official records of the Education Department. Salaries are paid to the staff and rent to the landlord with kickback for the directing authorities.

The only way to end all these corrupt practices is to give all powers to the headmaster and a committee of community leaders of the locality to see that the schools are functioning properly throughout the academic session. In this type of administration, the inspector of Schools or the Director of Education holds a series of meetings in a democratic fashion and explains the methods and techniques of operating the programme. He serves as a coordinator and the heads of the educational institutions as equal partners in implementing the development of new schools. In this manner the controlling authority helps his subordinates grow as future leaders and professionals.

The concept of decentralisation in which the authority is delegated to the field officers of the department has already demonstrated its effectiveness in many developing countries. The directing authorities do not like the democratic style of administration because it weakens their grip on their district and regional subordinates. To them decentralisation and democratic method of decision-making through meetings with subordinate officials implies partial loss of powers and privileges... People become more dependent on local officers and representatives of the community for solving their problems. Rigid financial control and centralising powers of allocation of funds by the Finance Department results in inordinate delay and obstructs the developmental role of the heads of educational institutions.

It is, therefore, absolutely essential to give full powers of administration including financial matters to the heads of educational institutions, schools, colleges and the universities in order to eliminate all forms of corruption and to raise their standard of education and training.

PROF. AMANAT ALI
Karachi

DAWN TUESDAY, MAY 11, 1993

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم ناہید ساہی

بچوں کے لئے

محترمہ نسیم ناہید ساہی صاحبہ نے درج ذیل خط فرنٹیئر پوسٹ کو بھجوایا تھا جو انہوں نے پورا شائع نہیں کیا۔ اب یہ خط مکمل صورت میں ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

چند ماہ پہلے مشہور کالم نگار مس نادرہ کی لکھی کہانی "مسٹر اینڈ مسز پیرٹ" فرنٹیئر پوسٹ میں پڑھی۔ اس کہانی نے میرے خیالات کے گھوڑے کو ایسی مہمیز لگائی کہ وہ سرپٹ دوڑتا ہوا بچپن کی حسین اور سنہری وادیوں میں پہنچ گیا۔ جہاں میں اور میری ننھی منی بہن نانی اماں سے اسی طرح کہانیاں سنا کرتی تھی۔ مگر بچو میری نانی اماں بڑی سادہ لوح اور لوٹ کر پیار کرنے والی تھیں ہر رات وہ ہمارا انتظار کرتیں کیونکہ انہیں بھی کہانی سنائے بنا نیند نہ آتی تھی۔

تو بچو! گرمیوں کی چاندنی راتیں تو ناقابل فراموش ہوتیں جبکہ چٹکی ہوئی چاندنی میں صحن میں چارپائیوں پر سفید برف جیسی چادریں بچھی ہوتیں اور پانی چھڑکانے سے مٹی کی سوندھی سوندھی خوشبو نانی اماں کے کانوں میں پڑے موتئے کے پھولوں کی خوشبو میں مل کر جب نتھنوں میں گھستی تو عجیب طلسماتی ماحول لگتا۔ نانی اماں کے جسم کی گرمی ہمارے اندر ایک نیا جوش اور ولولہ بھر دیتی ہم ان کی بانہوں میں یوں محسوس کرتے جیسے ایک محفوظ قلعے میں آ گئے ہوں۔

نانی اماں سرہانے کے نیچے سے ایک چھوٹی سی پوٹلی نکال کر کھولتیں اور بڑے پیار سے پچکار کر کہتیں۔ پتر پہلے یہ کھا لو میں نے صبح سے سنبھال کر رکھی ہے۔ یہ کبھی ٹافیاں، کبھی مٹھائی یا کبھی مرونڈا قسم کی چیزیں ہوتیں ہم کھاتے ہجارٹ لگانے لگتے نانی اماں کہانی سنائیں نانی اماں ہوٹل کے منجھے ہوئے بیرے کی طرح ایک لمبی لسٹ زبانی پڑھ کر پوچھتیں کون سی کہانی سنو گے؟ اتنی بڑی لسٹ سے کہانی کا چننا بھی ایک مشکل مرحلہ ہوتا تھا۔

بچو! یہ لوک کہانیاں ایک ہی مٹی سے جنم لیتی ہیں کشمیر ہو یا پنجاب، سندھ، سرحد ہو یا بلوچستان تھوڑے سے رد و بدل سے تمام عمر سینہ بہ سینہ یونہی چلتی رہتی ہیں۔ نانیاں دادیاں اپنے نواسے نواسیوں اور پوتے پوتیوں کو سناتیں اپنی اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتی ہیں اور یہ کہانیاں اپنا سفر یونہی طے کرتی رہتی ہیں ان کا سفر کبھی نہ ختم ہونے والا ہوتا ہے۔

سو بچو! "مسٹر اینڈ مسز پیرٹ" کی کہانی ہمیں بھی بہت پسند تھی۔ ہم اکثر نانی اماں سے یہی کہانی سننے کی فرمائش کرتے اور پھر سنتے ہی سسکیاں بھر بھر کر رونا شروع کر دیتے۔ پیارے بچو! تم ضرور حیران و متعجب ہو گے کہ اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ (جبکہ ہم آجکل اس بات پر حیران ہوتے ہیں کہ آپ کو بڑی سے بڑی بات پر بھی رونا نہیں آتا) خیر روتے اس لئے کہ ننھے منھے طوطوں کے ابو کو جب جاٹ کھا لیتا اور طوطی کہتی طوطیا من موطیا تینوں آکھ رہی ساں ویکھ رہی ساں اوس گلی نہ جا اوس گلی دے جٹ برے تے لیندے پھاہیاں پا۔ اس وقت ہم ان معصوم اور ننھے منے طوطوں کے درد کو اپنے دل میں محسوس کیا کرتے تھے۔ یوں لگتا جیسے ہمارے اپنے ابو ہم سے بچھڑ گئے ہوں اور پھر نانی اماں کے کہانی سنانے کا سٹائل اور ساتھ ہوکے بھرنا ہمارے دل کو پوری طرح پگھلا دیتا۔ اور اس طرح کھل کر برس جانے سے دل ہلکا سا ہو جاتا۔ اسی طرح سردیوں کی راتیں بھی بھولے نہیں بھولتیں۔ باہر جب قیامت کی سردی ہوتی۔ ہم شام ہوتے ہی نانی اماں کے گرم گرم بستر میں جا گھستے نانی جان سے چمٹ کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے نہ کوئی غم ہوتا نہ فکر۔ ان کی آغوش میں ایسا آرام ملتا کہ اظہار کرنا ناممکن نظر آتا ہے۔ کہانی سناتے ہوئے نانی جان کا ہمارے بالوں میں کنگھی کرنا جو آج بھی یاد کرنے سے نشہ سا طاری ہو جاتا ہے۔ ان کی انگلیوں کی نرم نرم پوروں سے پیار کی لہریں ہمارے جسم میں ہولے ہولے سرایت کرتی جاتیں اور وہ بوند بوند جمع ہوئی محبت کے ذخیرے ہم اب بھی دل میں محسوس کرتے ہیں۔

اور پھر بچو! کیا ہوا کہ ہم بڑے ہوئے شادی ہوئی اور ہمارے امی جان نانی اماں بن گئیں۔ مگر یہ زمانہ ہمارے زمانے جیسا نہ رہا۔ ہمارے بچوں اور نانی اماں میں ٹی وی حائل ہو گیا۔ اب بچے سارا سارا دن ٹی وی دیکھتے اور نانی سے کہانی سننے کا ذرا بھی وقت نہ ہوتا۔ وہ بے چاری گرمیاں و سردیاں اکیلی آہیں بھرتیں ٹی وی کو کوستیں دن گذارتی رہیں جب بھی وہ بچوں کو کہانی سنانے کے لئے بلاتیں وہ بڑے ناخوشگوار طریقے سے وقت نہ ہونے کا بہانہ کر کے بھاگ جاتے۔ والدہ سوچتیں کہ اچانک وقت کہاں چلا گیا ہے کون ظالم میرے اور میرے بچوں کے درمیان حائل ہو گیا ہے؟ ہمارے وقت میں تو وقت کی بہتات تھی۔ نہ جانے یہ بچے آدم بیزار کیوں ہو گئے ہیں تمام جذبات سے عاری۔ کہانیاں تو بچوں کی زندگی میں رنگ بھرتی ہیں۔ ان کی تربیت ہوتی ہے ان کے ننھے منے جذبات پروان چڑھتے ہیں ان کے احساسات کو زبان ملتی ہے۔ مگر یہ یک بہ یک کیا ہو گیا؟ کہ بچے اپنے پیاروں سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

اور پھر بچو! اب ہماری باری آئی ہم نانی اماں اور دادی اماں بنے تو دیکھا بچے اپنا ملک چھوڑ کر ہی باہر بھاگے جا رہے ہیں۔ سات سمندر پار ہر طرف اداسی ہی اداسی ہے۔ تنہائی اور اداسی جب دونوں مل جائیں تو کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔ زمانہ بہت بدل گیا ہے اب تو مدت ہوئی ہے چاندنی رات دیکھے نہ ہی صحن سے وہ مٹی کی دل موہ لینے والی سوندھی سوندھی خوشبو موتئے کے پھولوں کی خوشبو کے سنگ مل کر آتی ہے کیونکہ میرے کانوں میں اب موتئے کے پھولوں کی جگہ پلاسٹک کے نقلی بندوں نے لے لی ہے۔ میرا دل بچوں کو کہانیاں سنانے کے لئے بے طرح مچلتا ہے۔ کہانیاں جو اس مٹی کے خمیر سے بنی ہیں۔ مگر؟ بچے تو اب پھر پھر اڑانیں بھرتے سات سمندر پار جا رہے ہیں۔ اب میں یا تو دالان میں کھڑی خلاؤں کو گھورتی رہتی ہوں اور یا جب کسی ہوائی جہاز کی آواز سنتی ہوں تو پاگلوں کی طرح اپنے کمرے سے باہر کی طرف دوڑتی ہوں۔ اور پھر میری اپنی آواز کی بازگشت ہی مجھے سنائی دیتی ہے۔

طوطیا من موطیا۔ تو اوس گلی نہ جا اوس گلی دے جٹ برے لیندے پھاہیاں پا۔

حافظ اختر رشید

رب کریم ۔ ہمارا مشکل کشا

مکرم و محترم ایڈیٹر صاحب روزنامہ الفضل ربوہ۔

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ روزنامہ الفضل پڑھ کر بہت خوشی ہوتی ہے خدا کے فضل کے ساتھ اور آپ کی کوششوں اور دن رات کی محنت کے طفیل جماعت احمدیہ کی اس جاری نہر کو چار چاند لگ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیشہ آپ کی خدمات کو قبول فرماتا رہے۔

الفضل میں ایک کالم "ہمارا رب کریم مشکل کشا" بہت اچھا جا رہا ہے۔ اسی حوالے سے چند واقعات میں سے ایک واقعہ ارسال کر رہا ہوں شائع کر کے ممنون فرمائیں۔

واقعہ اس طرح ہے کہ ۱۹۸۴ء میں میری والدہ صاحبہ کے ماموں مکرم رانا عطاء اللہ صاحب پٹواری خوشاب (حال لندن) کی بیٹیوں کی شادی پر جانا تھا میری امی نے کہا کہ بیٹا شادیاں قریب آ چکی ہیں کپڑے وغیرہ تو ہیں مگر شادی پر جانے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ میں نے کہا کہ ہمارا تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رہا ہے مجھے امید ہے کہ خدا تعالیٰ ضرور کوئی انتظام کرے گا۔ چنانچہ دو دن کے بعد جن کے کوارٹر میں ہم رہتے تھے انہوں نے ایک لفافہ میری امی کو دیا۔ لفافہ بیگم صاحبہ مرزا حنیف احمد صاحب نے دیا کہ یہ تمہارا خط ہے۔ جس پہ میرا نام اور ایڈریس درج تھا۔ جب لفافہ کھولا گیا تو اس میں ایک سادہ کاغذ کے اندر ۳۰۰/- روپے موجود تھے۔ آج نو سال کے بعد بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ ۳۰۰/- روپے کہاں سے اور کس نے بھیجے تھے۔ میں نے تمام دوستوں اور رشتہ داروں سے معلوم کیا مگر سب نے ایک ہی جواب دیا کہ ہم نے کوئی کسی قسم کی رقم نہیں بھیجی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ دیکھ کر ہمارا دل شکر اور حمد سے بھر گیا کہ ہمارا پیارا خدا ہمارا رب کریم مشکل کشا ہے۔

اگر آپ پہلی دفعہ اپنی نگارشات الفضل کو ارسال کر رہے ہیں تو اپنا تعارف ضرور کروائیے خاص طور پر علمی تعارف۔

(ادارہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگاں ———— عبدالرزاق خان

محترم ناصر احمد صاحب بہادر شیر

میرے چچاجان مکرم ناصر احمد صاحب ۱۹۲۸ء میں کاٹھ گڑھ انڈیا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کاٹھگڑھ میں ہی حاصل کی۔ والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ تعلیم زیادہ حاصل نہ کر سکے۔ اور کھیتی باڑی میں مشغول ہو گئے۔ محنتی اور جفاکش تھے۔

جب فرقان فورس میں شامل ہونے کی تحریک ہوئی تو آپ بھی باقی احمدی جوانوں کے ساتھ اس فورس میں داخل ہوئے۔ وہاں آپ نے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ کئی ایک تمغے حاصل کئے۔ جو کہ بعض اوقات ہمارے اصرار پر دکھایا کرتے تھے۔ جو کہ اب بھی موجود ہیں۔ اور ہمارے لئے فخر کا باعث ہیں۔

۱۹۵۱ء فروری میں جب سب افراد خاندان نے آبادکاری سکیم کے تحت چک نمبر ۲ ٹی۔ ڈی اے میں رہائش اختیار کی۔ تو چچاجان بھی ان کے ساتھ ہی اس گاؤں میں آباد ہوئے۔ یہاں بھی بہت جفاکشی سے رقبہ آباد کیا۔ ہنس مکھ اس قدر تھے کہ ہم بچوں کے ساتھ بھی بعض اوقات حوصلہ افزائی کی خاطر گلی ڈنڈا کھیلنے لگ جاتے۔ میں نے ان کو عین جوانی میں کبڈی کھیلتے بھی دیکھا ہے۔ جماعتی کاموں میں بھی بڑے شوق سے حصہ لیتے تھے۔ کافی عرصہ چک نمبر 2/T.D.A میں سیکرٹری مال کے عہدہ پر قائم رہے۔ ۱۹۶۳ء میں دین کی رغبت آپ کو ربوہ لے گئی۔ اور آپ بطور پہریدار مقرر ہوئے۔

یہاں بھی آپ نے دیانتداری اور فرض شناسی میں جلد ہی ایک مقام حاصل کیا۔ بااعتماد اور قول کے سچے تھے۔ اپنے ملنے والوں۔ عزیز و اقارب میں بھی آپ کا ایک اچھا مقام تھا۔ حضور کی زمینوں کی ذمہ داری بھی آپ کے پاس تھی۔ نصرت آباد بڈھ میں بھی آبادکاری کی ذمہ داری آپ کے پاس رہی۔ اور اس کی کاشت و برداشت کے دوران بھی کئی مسائل نے جنم لیا۔ آپ نے ان مسائل کو دیانت داری اور غیر معمولی ذہانت سے سلجھایا جس سے آپ کی عزت و توقیر میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔

حضرت امام جماعت کی دعاؤں اور برکت نے آپ کی شخصیت کو مزید حوصلہ دیا۔ بعض مواقع پر غیر معمولی بہادری کے جوہر دکھائے اور اپنے آقا سے "بہادر شیر" کا لقب حاصل کیا۔ معمولی پڑھے لکھے ہونے پر بھی آفیسر حفاظت جیسے عہدے پر حضور نے متعین فرمایا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کے اکثر لین دین اور زراعت کے امور بھی آپ کے ذمہ ہوتے تھے۔ جب البیت بشارت سپین کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے حضور تشریف لے گئے تو چچاجان کو بھی ساتھ جانے کو فرمایا۔ ساتھ ہی فرمایا بہادر شیر وہاں آپکو کوٹ پتلون پہننا پڑے گا۔ زندگی میں آپ نے یہ لباس کبھی نہ پہنا تھا۔ ہچکچاتے ہوئے سر تسلیم خم کیا۔ اور سارے سفر میں آپ نے یہ لباس پہنا۔ جب پاکستان آئے تو ہمارے اصرار پر بھی آپ نے وہ لباس پہن کر نہ دکھایا۔ (مگر اب بھی ہم انہیں ویڈیو فلم سفر یورپ میں کوٹ ٹائی پتلون میں دیکھتے رہتے ہیں)

آپ روزانہ سائیکل پر احمد نگر (زمینوں) سے دودھ لاتے۔ پہلے دودھ کو خود چیک کرتے اور پھر حضور کے لئے اندر بھیجتے۔

آپ نے ڈیوٹی دیتے وقت کبھی بھی اس بات کا خیال نہ رکھا تھا کہ میری ڈیوٹی کب تک ہے۔ بعض اوقات چوبیس چوبیس گھنٹے مسلسل آپ ڈیوٹی دیتے۔ بعض اہم اور خطرناک مواقع پر آپ نے نہایت ذمہ داری کا مظاہرہ کیا۔ ۱۹۷۴ء میں جب حضور اسلام آباد میں مقیم تھے اس وقت بھی آپ وہیں متعین تھے۔

جب سفر یورپ سے آپ واپس آئے تو بہت خوش تھے۔ بتایا کرتے تھے کہ میں نے یورپ اور افریقہ میں احمدیت کی محبت لوگوں میں اس قدر دیکھی ہے کہ دل خوش ہو گیا ہے۔ تمام حسرتیں پوری ہو گئی ہیں۔ اب موت بھی آجائے تو کوئی غم نہیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کی وفات کے بعد آپ اکثر ان کا ذکر خیر کرتے وقت رو دیا کرتے تھے۔ اور ساتھ ہمیں بھی رلا دیا کرتے تھے۔

آپ کو دل کی تکلیف ایک دو بار ہوئی تھی جس کے پیش نظر آپ دوائی اپنی جیب میں رکھتے تھے۔

۲۲ مارچ ۱۹۸۳ء کو حسب معمول صبح صبح نماز فجر سے فارغ ہو کر دودھ لینے احمد نگر سائیکل پر جا رہے تھے کہ راستہ میں پل پر دل کا دورہ پڑا۔ سائیکل چھوڑ کر بیٹھ گئے۔ یہ دورہ جان لیوا ثابت ہوا۔

۲۳ مارچ ۱۹۸۳ء کو جلسہ یوم حضرت بانی سلسلہ تھا۔ ایک جم غفیر نے آپکا جنازہ پڑھا۔ موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

؎ بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

محمد اشرف ضیاء

مکرم احمد الدین صاحب

چار پانچ سال سے دل کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ علاج جاری تھا کہ ۲۵ نومبر ۹۳ء بروز بدھ ساڑھے چار بجے اچانک اٹیک ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کے پاس لے جا رہے تھے کہ راستے میں ہی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

؎ جو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلاء ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

آپ کی نماز جنازہ مکرم مولانا مبارک احمد صاحب قمر نے پڑھائی اور قبر تیار ہونے پر آپ نے ہی دعا کروائی۔

محترم احمد دین صاحب نواب خان صاحب آف چار کورٹ آف دھیری ریلوٹ (گلتی) ضلع ریاسی کے بیٹے تھے اور ۱۹۲۷ء کو پیدا ہوئے۔ تقسیم ملک کے بعد نقل مکانی کرتے پاکستان آئے اور گرمولہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ میں آباد ہوئے اور تا دم مرگ وہیں قیام پذیر رہے۔

آپ بہت صابر۔ نہایت سادہ۔ شریف النفس۔ خوش مزاج۔ ملنسار اور احمدیت کے شیدائی انسان تھے۔ جب بھی ملتے تو پہلے سلام کرتے اور مسکراتے ہوئے ملتے۔ آپ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کا خیال رکھتے تھے۔

سوائے اشد مجبوری کے عبادات بیت الذکر میں جا کر ادا کرتے اور تمام مالی تحریکات میں شرکت کرتے۔

ایک لمبے عرصہ تک زعیم انصار اللہ مجلس گرمولہ ورکاں رہے اور مجلس کا بجٹ سو فیصد ادا کرتے رہے۔ مجھے یاد ہے اس وقت میں جامعہ احمدیہ میں پڑھتا تھا جب بھی چھٹی پر گھر جاتا تو ان دوستوں کے پاس لے کر جاتے جو چندہ دینے میں سستی کرتے تھے۔ وصولی پر کہتے کہ مجھے ہر وقت تڑپ رہتی ہے کہ جماعت پیچھے نہ رہے اور ہمارا چندہ سو فیصد ہو۔

آپ بہترین داعی الی اللہ تھے اور ہر طریق سے اس فرض کو نبھاتے رہے۔ بہت سے دوستوں کے نام ماہنامہ انصاراللہ اپنی جیب سے جاری کروایا ہوا تھا۔ ہر کوئی آپ کی تعریف کرتا ہوا نظر آیا۔ خدمتِ خلق کے بہت سے کام خود کیا کرتے اور بزرگوں کی قدر اور عزت پر بڑا زور دیا کرتے تھے۔

آپ نے اپنے پیچھے ایک بیوہ، سات بیٹے اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں جگہ دے۔ درجات بلند فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبرِ جمیل دے۔

رانا مبارک احمد

مکرم رانا محمد یعقوب صاحب

میرے والد محترم رانا محمد یعقوب صاحب ۱۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کو نورمحل جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب رانا محمد اسمٰعیل صاحب تھے۔ آپ کے دادا جان جو کہ ہندو تھے اور دہلی میں نمک کا کاروبار کرتے تھے۔ میرے والد صاحب نے ۱۹۱۴ء میں قادیان جا کر حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو کی بیعت کی۔ ۲۰ سال کی عمر میں ہی آپ جالندھر سے فیروزپور آگئے اور آپ نے وہاں پر آرمی میں سروس شروع کی اور پھر احمدی ہونے کے بعد واپس اپنے گاؤں نہیں گئے اپنے نام کے ہمیشہ احمدی لکھتے فیروزپور میں ہی آپ نے اپنا مکان بنایا۔ آپ کی شادی ۱۹۲۰ء میں محترمہ امیر بی بی سے ہوئی۔ آپ نے ساری عمر سادہ زندگی گزاری۔ آپ کو جب بھی موقعہ ملتا۔ آپ اپنے بچوں کو قادیان لے کر جاتے۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو نقل مکانی کر کے دھرم پورہ لاہور آگئے ہماری والدہ محترمہ ۱۹۴۴ء میں وفات پا گئیں آپ نے پھر اپنی وفات تک شادی نہ کی۔ بلکہ اپنے بچوں کو باپ کے علاوہ اماں کی بھی شفقت دی۔ آپ پرہیزگار نیک اور دعاگو انسان تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ جب بھی حضرت امام جماعت الثانی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ضرور دعا کرواتے اور ڈاک کے ذریعہ بھی حضور کو دعا کے لئے لکھتے۔ ہر سال اجتماعوں پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جلسہ سالانہ پر قادیان اور ربوہ سے کر جاتے۔ آپ نے دسمبر ۱۹۵۴ء میں دھرم پورہ لاہور میں وفات پائی۔

۱۹۵۳ء کے فسادات میں آپ نے حالات کا دعاؤں کے ساتھ مقابلہ کیا۔ آپ ہمیشہ فرماتے تھے کہ حضور کی کتب کو بار بار پڑھنا چاہیئے۔ پھر اس پر غور کرنا چاہیئے۔ انہی نے ہمیں احمدیت کا فدائی بنایا۔

آخر میں میری تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے والد صاحب کو اپنے قرب میں جگہ دے اور ہمیں ان کے نیک اعمال پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

ضرورت سٹاف

نصرت جہاں اکیڈمی میں اساتذہ کی تین ۳ اور لیبارٹری اسسٹنٹ کی دو ۲ اسامیاں خالی ہیں۔

۱۔ اساتذہ کی اسامیوں کے لئے مندرجہ ذیل مضامین میں بی ایس سی۔ بی ایڈ یا ایم اے ایم ایس سی (کم از کم سیکنڈ ڈویژن) ہونا لازمی ہے۔

(ریاضی۔ فزکس) (کیمسٹری۔ بیالوجی۔ باٹنی)۔ انگریزی۔

بی ایس سی میں کیمسٹری اور بیالوجی کے مضامین والے امیدوار کو ترجیح دی جائے گی۔

۲۔ لیبارٹری اسسٹنٹ کے لئے ایف ایس سی فزکس کیمسٹری بیالوجی کے ساتھ بی ایس سی بھی درخواست دے سکتے ہیں۔

اکیڈمی میں پڑھانے کے خواہشمند امیدوار فوری طور پر اپنی درخواستیں چیئرمین صاحب ناصر فاؤنڈیشن کے نام لکھ کر خاکسار سے مل لیں۔

پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ

نمایاں کامیابی

○ عزیز لقمان ظفر ابن مکرم ظفر احمد صاحب نے خالد بن ولید ہائی سکول کنری میں آٹھویں کے امتحان میں ۷۶۷/۹۰۰ نمبر لے کر پورے سکول میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مزید کامیابیوں سے نوازے۔

اطلاعات و اعلانات

اعلان نکاح

○ عزیزہ منورہ رشید صاحبہ بنت پروفیسر منیر احمد رشید صاحب آف احمدو بیلو یونیورسٹی زاریہ۔ نائیجیریا کا نکاح مورخہ ۶ رمئی ۹۳ء کو مکرم محمد یونس خالد صاحب مربی سلسلہ نے مکرم محمد احمد آپل صاحب ابن مکرم محمد اکرم آپل صاحب سے ہمراہ بیت النور ماڈل ٹاؤن لاہور میں دس ہزار آسٹریلین ڈالر حق مہر پر پڑھایا۔ عزیزہ منورہ رشید صاحبہ مکرم میاں محمد اسحق سنوری صاحب کی پوتی اور مکرم میر مشتاق احمد صاحب کی نواسی ہیں۔ آج کل اے بی یونیورسٹی زاریہ، نائیجیریا میں میڈیکل کی فائنل ایئر کی طالبہ ہیں۔

○ مکرم حسن الدین بھٹی صاحب لکھتے ہیں خاکسار کے بیٹے عزیزم نعیم الدین بھٹی صاحب کارکن دفتر صدر۔ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کا نکاح ہمراہ محترمہ راشدہ حاکم صاحبہ بنت مکرم عبدالسلام صاحب مورخہ یکم مئی ۹۳ء کو بمقام میرا بھڑ کا ضلع میرپور آزاد کشمیر میں محترم مبارک احمد قمر صاحب مربی سلسلہ نے پڑھایا۔ اگلے روز مورخہ ۲ رمئی ۹۳ء کو دعوت ولیمہ سے قبل خاکسار کی بیٹی عزیزہ حسینہ نصرت کا نکاح ہمراہ عبدالرحیم صاحب ابن مکرم عبدالحق خادم صاحب میرا بھڑ کا ضلع میرپور آزاد کشمیر محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر دعوت الی اللہ نے پڑھایا۔

○ محترمہ زاہدہ سلطانہ صاحبہ بنت مکرم بدیع الزمان زاہد صاحب آف کوئٹہ کا نکاح ہمراہ مکرم منیر احمد صاحب ابن مکرم محمد جمیل صاحب آف ربوہ حال جرمنی مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پر مکرم آصف جاوید صاحب چیمہ مربی سلسلہ احمدیہ نے ۳۰ راپریل ۹۳ء کو بیت الحمد۔ کوئٹہ میں پڑھایا۔ محترمہ زاہدہ سلطانہ صاحبہ مکرم مولوی عبدالقادر صاحب ضیغم (واقف زندگی) کی نواسی اور مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب مہر آف کوئٹہ حال کراچی کی پوتی ہیں اور مکرم منیر احمد صاحب مکرم منشی محمد عمر صاحب سرہندی کے پوتے ہیں۔

○ مکرم ڈاکٹر مبشر احمد شرما صاحب ابن مکرم شیخ عبدالرشید شرما صاحب صدر جماعت احمدیہ شکار پور کا نکاح مورخہ ۲۳ راپریل ۹۳ کو مکرم اقبال احمد نجم صاحب مربی سلسلہ نے بیت الحمد مری روڈ راولپنڈی میں ہمراہ محترمہ رفعت باری صاحبہ مبلغ پچاس ہزار روپیہ حق مہر پڑھایا۔ ڈاکٹر مبشر احمد شرما صاحب حضرت منشی عبدالرحیم شرما صاحب رفیق حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پوتے اور عزیزہ رفعت باری صاحبہ نواسی ہیں۔

احباب ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

ولادت

○ مکرم تسلیم احمد صاحب جماعت احمدیہ چک ح۔ب ۲۱ر گھوکھووال ضلع فیصل آباد کو مورخہ ۱۰ راپریل ۹۳ء کو اللہ تعالیٰ نے تیسرا بچہ اور پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام شہباز حسن تجویز کیا گیا ہے۔

احباب نومولود کی درازئ عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

درخواست دعا

○ مکرم اشرف شفیع صاحب ٹاؤن شپ لاہور کو ایک ایکسیڈنٹ کی وجہ سے سر میں شدید چوٹ آئی وہ جنرل ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد گھر آ چکے ہیں۔ تاہم کمزوری بہت ہے۔

○ مکرم میاں خیر محمد صاحب احمدی ڈیرہ غازیخاں کی اہلیہ بوجہ شوگر بیمار ہیں اسی طرح ان کے پوتے نصیر محمد اور عاصم زبیر بیمار ہیں۔

○ مکرم ریاض احمد چوہدری حال دار الصدر غربی ربوہ زیادتی پیشاب کی تکلیف کی وجہ سے علیل ہیں۔ کمزوری اور نقاہت رہتی ہے۔

○ مکرم میاں محمد صدیق صاحب زعیم انصار اللہ دار النصر غربی ربوہ کے چھوٹے بیٹے میاں سہیل احمد، عمر ۹ سال کا ۱۸ مئی کو جبڑے کا اپریشن ہوا ہے۔ دانت پچھلے حصہ میں نہ ہونے کی وجہ سے کچھ دشواری پیش آ رہی ہے۔

احباب ان سب کی کامل شفایابی اور درازئ عمر کے لئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال

○ محترم مولوی عبدالمجید صاحب دہلوی ۷ رمئی کو علی الصبح کراچی میں انتقال فرما گئے ان کی عمر ۹۱ سال تھی۔ ان کا جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں ۱۸ رمئی کو صبح ساڑھے نو بجے دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے لان میں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی جہاں مولانا موصوف نے ہی دعا کرائی۔

○ مکرم محمد صدیق صاحب ابن مکرم میراں بخش صاحب ساکن دار العلوم وسطی ربوہ مورخہ ۲۶ راپریل ۹۳ء بعمر ۵۹ سال دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے۔ آپ موصی تھے بیت المہدی میں مکرم صوبیدار صلاح الدین صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ اسکے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوگی۔

احباب ان سب کی بلندئ درجات کیلئے دعا کریں۔

دعائے نعم البدل

○ مکرم اشرف شفیع صاحب ٹاؤن شپ لاہور کا چھوٹا بیٹا حمزہ بعمر ۲ ۱/۲ ماہ ۷ رمئی کو بقضائے الٰہی وفات پا گیا۔ جو وقف نو میں شامل تھا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔

اعلان گمشدگی رسید بکس

○ دو عدد رسید بکس ۲۳۱۰ مستعمل شدہ رسید نمبر ۱ تا ۲ جماعت احمدیہ لاہور اور رسید بک نمبر ۹۰۸۰-A مستعمل شدہ رسید نمبر ۱ تا ۸۸ جماعت احمدیہ فیصل آباد سے گم ہو گئی ہیں۔ اگر کسی دوست کو ان رسید بکوں کا علم ہو جائے نظارت مال آمد کو مطلع فرمائیں نیز ان رسید بکوں پر کسی قسم کا چندہ ادا نہ فرمائیں۔

ناظر مال آمد

عطیہ برائے گندم

گذشتہ کئی سالوں سے مستحقین میں گندم بطور امداد تقسیم کرنے کا عمل جاری ہے۔ ان مستحقین کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے اس کار خیر میں ہر سال مخلصین جماعت حصہ لیتے آ رہے ہیں۔ لہٰذا مخلصین جماعت جن کو اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت عطا فرمائی ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ اس کار خیر میں فراخ دلی سے حصہ لیں۔

جملہ نقد عطیہ جات بمد گندم کھاتہ ۴۵۵۰/۱۸۱-۳۲ معرفت افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ارسال فرماویں۔

صدر کمیٹی امداد مستحقین گندم
دفتر جلسہ سالانہ ـــ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۲۳ مئی۔ گرمی میں شدت بڑھ گئی ہے۔

○ چیف جسٹس آف پاکستان مسٹر جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ نے کہا کہ صدر مملکت آئین کی شق ۵۸ (۲) بی کے تحت حکومت کو برطرف نہیں کر سکتے۔ گذشتہ روز قومی اسمبلی کی تنسیخ کے خلاف ایک جیسی درخواستوں کی سماعت کے دوران انہوں نے کہا کہ صرف آئین کی شق ۵۸ (۲) ۹ بی کے تحت قومی اسمبلی توڑی جا سکتی ہے۔ جبکہ حکومت کو آئین ۹۱ (۵) کے تحت برطرف کیا جا سکتا ہے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ کچھ کرم فرماؤں نے ذاتی مسلم لیگ بنانے کے لئے کارکنوں کو دوسری مرتبہ صدمہ پہنچایا۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب میں قیادت کی تبدیلی کے فیصلے سے چاروں صوبائی اسمبلیاں ٹوٹنے سے بچ گئیں جہاں مسلم لیگ کی حکومتیں قائم ہیں۔

○ بی بی سی کے مطابق پاکستان پیپلز پارٹی نے خوشاب سے اپنی انتخابی مہم کے سلسلے میں کامیاب جلسہ کر کے ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہر جگہ بڑے اجتماعات کر سکتی ہے اور پنجاب میں ان کا ابھی تک بہت اثر ہے۔ بی بی سی نے یہ بھی کہا ہے کہ بے نظیر کے خوشاب کا کامیاب جلسہ کرنے سے نواز شریف کو بہت نقصان پہنچا ہے۔

○ بالائی سندھ میں قیامت خیز گرمی کی وجہ سے ۲۴ گھنٹوں میں پانچ افراد ہلاک اور درجنوں بے ہوش ہو گئے گرمی کی زیادتی کی وجہ سے پانی ناپید ہو گیا ہے۔ سڑکیں پگھلنا شروع ہو گئی ہیں۔

○ سابق وزیر اعظم اور پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ عوام ۱۹۴۷ء کا نہیں بلکہ ۲۱ ویں صدی کا پاکستان چاہتے ہیں۔ مسئلہ نواز شریف کا نہیں بلکہ کروڑوں غیر مراعات یافتہ عوام کے خوشحال مستقبل کا ہے۔

○ مسلم لیگ پنجاب کی جنرل کونسل کے اجلاس میں وزیر اعلیٰ پنجاب منظور وٹو کی صدارت کی توثیق کر دی گئی اجلاس نے مرکزی کونسل کے فیصلوں کی بھی توثیق کر دی۔ جس کے تحت مرکزی صدر اسد جونیجو چیف آرگنائزر ظفر جمالی سینئر نائب صدر اور بریگیڈیئر اصغر نائب صدر ہوں گے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں الجہاد کے کمانڈر سمیت دس افراد کی گرفتاری کے خلاف جموں و کشمیر پیپلز لیگ کی اپیل پر پوری وادی اور جموں کے ضلع ڈوڈہ میں مکمل ہڑتال رہی۔ تمام سرکاری نیم سرکاری اور غیر سرکاری ادارے بند رہے اور سڑکوں سے ٹرانسپورٹ بھی غائب رہی۔ وادی کے مختلف حصوں میں ۱۴ افراد ہلاک اور متعدد مکان نذر آتش کر دیئے گئے۔ اس کے علاوہ ۴۰۰ سرکاری ملازموں کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔

○ قاہرہ کے وسط میں ایک کار بم دھماکے کے نتیجے میں ۴ افراد ہلاک اور ۱۶ زخمی ہو گئے۔ زخمیوں میں ۶ کی حالت نازک بتائی جاتی ہے۔ حادثہ بسوں کے ایک اڈے پر ہوا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ کارروائی مسلمان انتہا پسندوں کی ہے۔

○ مغربی چین میں طوفانی ژالہ باری سے ۴ افراد ہلاک اور ۳ زخمی ہو گئے ۳۵۰۰ مویشی ہلاک، ۶۰ مکان تباہ اور سینکڑوں ایکڑ پر کھڑی فصل کو بھی نقصان پہنچا۔

○ یوکرائن کے ایٹمی بجلی گھر میں دھماکے میں ایک شخص ہلاک اور دوسرا جھلس گیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس دھماکے سے ایٹمی تابکاری میں اضافے کا خطرہ نہیں ہے۔

○ ہندوستان ٹائمز نے اپنی ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ

○ بھارتی فوج نے پاکستانی سرحد کے ساتھ زمین سے زمین تک مار کرنے والے میزائل نصب کر دیئے ہیں۔ اخبار نے مزید بتایا کہ سیالکوٹ گوجرانوالہ لاہور فیصل آباد ان میزائلوں کی زد میں ہیں

○ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ تاج محمد جمالی نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ وہ اپنی جماعت مسلم لیگ کے ارکان کی درخواست پر مستعفی ہوئے۔ بی بی سی نے بتایا ہے کہ مخلوط کابینہ نے ذوالفقار مگسی کو جانشین نامزد کر دیا ہے۔ تاج محمد جمالی نے مستعفی ہونے کا اعلان ایک ہنگامی پریس کانفرنس میں کیا۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ سیاست کی تجارت اور تجارت کی سیاست کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے گا۔ انہوں نے جنرل کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کارکن قیمتی اثاثہ ہیں انہیں احترام دیا جائے گا۔ اور مسلم لیگ جلد ایک منظم سیاسی قوت بن کر ابھرے گی۔

Change for Pakistan

THE early demise of its founder and the assassination of his successor unleashed a tug of war for the leadership in Pakistan. The leaders had their own vested interests for attaining power, rather than building a nation. This game of power has repeated itself several times, and usually paved the route for military to intervene. During this period, we were subjected to aggressions by our neighbour; as a result, we lost the eastern part and a part of Siachin.

Now, with the disintegration of Soviet Union and the emergence of America as the only superpower, the scenario of the world politics is shaping a new world order. And what is there for us? A threat of being named as a "terrorist state"? If we search our souls, we would find the reason within ourselves. Today, we are a nation which has lost its credibility. Even our closest allies are finding it difficult to support us. The country does not have set directions. We do not offer hope to our future generations, and they would blame us for not doing so.

With this present state of affairs, the leaders are busy in making moves on the chess board for their own personal gains and survival without feelings of least remorse for letting down the country's interests.

Why this is happening? Why, in a country facing a threat of being called a terrorist state, its leaders are more interested in salvaging a better deal for themselves? In a country where the literacy rate is low, the infant mortality rate is high, the per capita income is low, the inflation rate is increasing —, its leaders are busy in carving their own destiny, rather than the country's. At a time when we are approaching our fifth decade of independence, what can we promise for our children? A road of anarchy in a country of oppressed people, plundered and ruled by feudal lords and coerced by a system bias, or a disciplined country with set goals, prosperity and an unbiased setup.

To attain this, and to guide Pakistan through its next fifty years, the country needs a change in its leadership; not just the change in names or faces, but the people with changed souls who are accountable to themselves, their God and to the people of Pakistan. May God bless us. Amen.

DR MINHAJ A. QIDWAI
Oklahoma City, USA

DAWN WEDNESDAY, MAY 5, 1993

اس کا ترجمہ ۱۸ مئی ۱۹۹۳ء کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے (ادارہ)

بے اولاد

مردوں کیلئے کورس

SPERMATOZOA COURSE RS200/-

عورتوں کیلئے کورس

بانجھ پن کورس STERILITY COURSE RS 100/-

اٹھرا کورس ATHRA COURSE RS100

تفصیلی لٹریچر مفت

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ۔ ربوہ

فون:۔ ۶۰۶ - ۷۷۱

ڈش انٹینا کے لئے رابطہ وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کیا جاوے

WAZ SATELLITE SYSTEMS

بہترین ریسیور اور ڈش انٹینا قیمت -/15000

دفتر ۳۰۲۴ فون نمبر دفتر ۲۶۴۴ رہائش ۳۰۲۴

رابطہ: میاں حفیظ احمد۔ احمدیہ منزل وزیر آباد۔ موتی بازار ضلع گوجرانوالہ راولپنڈی رابطہ: میاں نصیر احمد میاں سعید احمد۔ وقت بعد نماز عشاء فون نمبر ۴۲۹۷۷۱